بیع وشراء کے بنیادی مسائل واصطلاحات

مفتی سید صابر حسین

بیع وشراء کا لغوی واصطلاحی مفہوم:

بیع کے لغوی معنی خرید وفروخت'' کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں باہمی رضامندی کے ساتھ تجارت کی غرض سے مال کے بدلے مال خریدنا/فروخت کرنا''بیع'' کہلاتا ہے۔اس کے مقابلے میں عام طور پر شراء کا لفظ استعمال ہوتا ہے،جس کے لغوی معنی بھی''خرید وفروخت''ہی کے ہیں یعنی یہ دونوں الفاظ اضداد میں سے ہیں لیکن اصطلاح میں بیع کے معنی کسی شئے کو ثمن (Agreed price) کے بدلے میں اپنی ملکیت سے نکال کر دوسرے کی ملکیت میں دینے اور شراء کے معنی''کسی شئے کی قیمت ادا کرکے اسے اپنے قبضہ (possession) میں لینے'' کے ہیں ۔بیع وشراء کی درج بالا مختصر وضاحت سے یہ معلوم ہوا کہ اگرچہ ان دونوں الفاظ کے معنی''خرید وفروخت'' کے ہیں،لیکن عام طور پر بیع کو فروخت کرنے اور شراء کو خریدنے کے معنی میں لیا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ عربی زبان میں فروخت کنندہ (seller) کو''بائع''اور خریدار (purchaser) کو''مشتری'' کہتے ہیں۔

بیع وشراء کی شرعی حیثیت:

بیع وشراء کی مشروعیت قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ذیل میں اس حوالے سے چند آیات کریمہ،احادیث نبوی ﷺ اور اقوال فقہاء کرام درج کئے جارہے ہیں:

واحل اللہ البیع وحرم الربوا ...... ترجمہ:''اور اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے''(سورۂ بقرہ'آیت:۱۷۵)''۔

رجال لاتلھیھم تجارۃ ولابیع عن ذکراللہ واقام الصلوۃ وایتآء الزکوۃ ص یخافون یوماتتقلب فیہ القلوب والابصار☆

ترجمہ:''وہ مرد جن کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوۃ ادا کرنے سے غافل

نہیں کرتی اوروہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں، جس میں دل الٹ پلٹ جائیں گے اورآنکھیں (سورۂ نور، آیت:۳۷)"۔

یایھاالذین امنو الاتاکلوااموالکم بینکم بالباطل الاان تکون تجارۃ عن تراض منکم ہ

ترجمہ: "اے ایمان والو!ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ سوااس کے کہ تمہاری رضامندی سے تجارت ہو(سورۂ نساء، آیت:۲۹)۔

اس کے علاوہ قرآن مجید کے متعدد مقامات پرتجارت ومعاش کو"اللہ تعالی کافضل" قراردیا گیاہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشادفرمایا:

فاذاقضیت الصلوۃ فانتشروافی الارض وابتغومن فضل اللہ واذکرواللہ کثیرالعلکم تفلحون ☆

ترجمہ: "پھرجب نماز پڑھ لی جائے توزمین میں پھیل جاؤاوراللہ کافضل تلاش کرواوراللہ کابہت زیادہ ذکرکروتاکہ تم کامیابی حاصل کرو(سورۂ جمعہ، آیت۲۹)"۔

درج بالاآیت کریمہ میں "فضل" سے مرادتجارت ومعاش ہے۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی تجارت کے فضائل مختلف انداز میں بیان کئے گئے ہیں، جواس کے مہتم بالشان ہونے پردلیل ہے۔

عن رافع ابن خدیج رضی اللہ تعالی عنہ قال، قیل یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الکسب اطیب؟قال صلی اللہ علیہ وسلم عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور

ترجمہ: "حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایاکہ نبی کریم ﷺ سے پوچھاگیا"اے اللہ کے رسول ﷺ!سب سے زیادہ اچھی کمائی کون سی ہے؟آپ ﷺ نے فرمایا: "آدمی کااپنے ہاتھ سے کام کرنااوروہ تجارت، جس میں تاجر بے ایمانی اورجھوٹ سے کام نہیں لیتا" (مجمع الزوائدومنبع الفوائد، کتاب البیوع، باب ای الکسب اطیب، رقم الحدیث:۶۲۱۰)"۔

اس حدیث مبارک میں تجارت سے حاصل کردہ آمدنی کوسب سے بہترین اورپاکیزہ آمدنی قراردیا گیاہے۔

عن ابی سعیدن الخدری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال: التاجر الصدوق الامین مع النبین والصدیقین والشھداء

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سچائی اور امانت داری کے ساتھ معاملہ کرنے والا تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (سنن ترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی التجار تسمیة التی ایاھم، رقم الحدیث: ۱۲۵۲)

خرید و فروخت کے جواز (validity) پر ہمیشہ سے امت کا اجماع یعنی اتفاق رہا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک سے تاحال مسلمانوں کا اس پر عمل بھی ہے۔ خود حضور ﷺ نے اعلان نبوت سے قبل اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ ملک شام کی طرف کئی تجارتی سفر کئے اور ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا کا مال تجارت کی غرض سے ملک شام لے گئے۔ اسی طرح تجارت و کاروبار میں رہنمائی کے لئے ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کا وہ اسوۂ کاملہ بھی موجود ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بعد نہ صرف نظام عبادت کو قائم کرنے کے لئے مسجد کی تعمیر فرمائی بلکہ بیع و تجارت کے لئے بھی نظام مرتب کیا اور خود اس کی نگرانی بھی فرمائی۔ آپ ﷺ کے اس عمل سے نہ صرف مسلمانوں کو مالی فائدہ حاصل ہوا بلکہ مدینہ منورہ کے بازار سے یہود و نصاری ک اجارہ داری (Monopoly) کا خاتمہ بھی ہوگیا۔ چنانچہ جید صحابہ کرام مثلاً حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں اور آپ ﷺ کے وصال فرما جانے کے بعد بھی تجارت کو بطور پیشہ اختیار کئے رکھا۔ فقہاء کرام میں سے اکثر تجارت کیا کرتے تھے، جیسے امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالی علیہ کپڑے کے تاجر تھے۔ بعض فقہاء کرام کے نزدیک جہاد کے بعد سب سے بہتر عمل ''تجارت'' ہے پھر زراعت اور پھر صنعت و حرفت ہے۔

قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ تجارت جائز ہو، کیونکہ انسان فطری اعتبار سے مدنی بالطبع ہے یعنی اپنی تمام تر ضرورتوں کو خود پورا نہیں کرسکتا، بلکہ ان کی تکمیل میں ایک دوسرے کا محتاج ہوتا ہے۔ بعض اوقات ایک شخص کے پاس کوئی شئے ہوتی ہے، جس کی اسے ضرورت نہیں ہوتی جبکہ دوسرے شخص کو اس کی ضرورت ہوتی ہے لہذا پہلا شخص اپنی فاضل شئے کو ضرورت مند کے ہاتھوں فروخت کردیتا ہے اور اس کا بدلہ ثمن یعنی قیمت کی صورت میں لے لیتا ہے، جس سے دونوں کو فائدہ ہوجاتا ہے اور تبادلہ مال کا یہی عمل شرعی اعتبار سے ''تجارت'' کہلاتا ہے۔

عناصر بیع (Elements of Bai)

عناصر بیع مندرجہ ذیل ہیں:

۱......بائع (Seller): فروخت کرنے والے کو کہتے ہیں۔

۲......مشتری (Buyer/purchaser): خریدار کو کہتے ہیں۔

۳......مبیع (subject Matter/commodity):

عقد بیع میں جو چیز متعین ہو اور فروخت کنندہ کی طرف سے خریدار کو دی جائے' وہ مبیع کہلاتی ہے۔

۴......ثمن/ثمن مسمی (Agreed price)

کسی شئے کی وہ متفقہ قیمت' جسے فریقین عقد بیع کے وقت باہمی رضامندی کے ساتھ بھاؤ تاؤ کے ذریعے طے کرلے''ثمن یا ثمن مسمی'' کہلاتی ہے۔ثمن مسمی مبیع کی اصل قیمت کے برابر بھی ہوسکتی ہے اور کم یا زیادہ بھی ہوسکتی ہے۔

۵......ایجاب وقبول (Offer and Acceptance)

بائع یا مشتری کا کسی چیز کو بیچنے کے لئے یا خریدنے کے لئے پیشکش کرنا''ایجاب'' کہلاتا ہے۔جیسے بائع کا کہنا کہ میں نے یہ چیز آپ کو فروخت کی یا مشتری کا کہنا کہ میں نے فلاں چیز آپ سے خریدی۔ہمارے ہاں ایجاب کے بارے میں ایک غلط تصور پایا جاتا ہے کہ ایجاب ہمیشہ بیچنے والے کی طرف سے ہی ہوتا ہے حالانکہ مشتری یا بائع میں سے جو بھی پہل کرے گا' اسی کا قول ایجاب ہے' یعنی عقد بیع کی انشاء میں پہل کو ایجاب کہا جاتا ہے۔بائع (Seller) نے ایک خاص ثمن پر کسی شئے کو فروخت کا ایجاب یا پیشکش (offer) کی ہو اور مشتری اسے تسلیم کرلے تو اصطلاح فقہ میں یہ قبول کہلاتا ہے' اس کے برعکس بھی ہوسکتا ہے کہ مشتری ایک خاص ثمن پر مال خریدنے کی پیشکش (ایجاب) کرے اور بائع اسے تسلیم کرلے یا مال مشتری کے حوالے کردے' یہ بھی قبول کہلائے گا۔

مذکورہ بالا عناصر میں ایجاب وقبول ارکان بیع میں سے ہیں' جن کی عدم موجودگی میں بیع منعقد ہی نہیں ہوگی۔

معاملہ بیع میں استعمال ہونے والی چند اہم اصطلاحات:

اہمیت کے پیش نظر ذیل میں معاملہ بیع میں استعمال ہونے والی چند اہم اصطلاحات درج کی جارہی

ہیں:

ذوات الامثال (Common goods/fungible Goods)

ایسی اشیاء جن کے ہلاک یا ضائع ہوجانے کی صورت میں تاوان اسی طرح کی شئے کے ساتھ دیا جاسکے جو مقدار و معیار میں ہلاک یا ضائع شدہ اشیاء کی طرح ہوں یا جن اشیاء کی مثل بازار میں دستیاب ہو جیسے گندم، جو، چینی اور چاول وغیرہ۔

ذوات القیم (Rare Goods/Non.fungible Goods)

ایسی اشیاء جن کے ہلاک ہونے کی صورت میں تاوان اس جیسی اشیاء کے ساتھ نہ دیا جاسکے بلکہ ان کی بازاری قیمت کا حساب لگا کر دیا جاسکے۔ جیسے بکری ، گائے، بھینس اور معدودات متفاوتہ (Dis.similar countable things) وغیرہ کیونکہ ان کی ہر اکائی دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔

عددی متقارب(Closely Resembling Things sold by Numbers):

ایسی معدودی اشیاء جو اپنے جیسی دوسری چیزوں سے زیادہ مختلف نہ ہوں بلکہ شکل وصورت کے اعتبار سے تقریباً ایک جیسی ہوں، وہ عددی متقارب ہیں، جیسے اخروٹ، انڈے وغیرہ۔

عددی متفاوت (Dis.similar Things)

اگر عددی اشیاء کا ایک یونٹ دوسرے یونٹ سے بہت زیادہ مختلف ہو، ایسی اشیاء ''عددی متفاوت'' کہلاتی ہیں جیسے بکری اور اونٹ وغیرہ۔

قبضہ (possession)

معاملہ بیع وشراء میں قبضہ سے مراد یہ ہے کہ مبیع پر حقیقی یا حکمی اعتبار سے مشتری کو دسترس حاصل ہوجائے کہ وہ اس پر بغیر کسی دقت اور رکاوٹ کے تصرف کر سکے۔

قبضہ حقیقی (physical possession)

اس سے مراد مال کو حسی یعنی جسمانی طور پر اپنے قبضے میں لے لینا، جیسے کسی چیز کو خرید کر اسے استعمال کرنے لگنا یا اپنے ساتھ لے جانا وغیرہ ''قبضہ حقیقی'' ہے۔

قبضہ حکمی (Constructive possession)

اگر مال جسمانی طور پر یعنی بالفعل کسی کے قبضے میں نہ آئے' لیکن اس کی ملکیت (Ownership) دوسرے کے پاس اس طریقے سے آ گئی ہو کہ وہ جس وقت چاہے اس پر بغیر کسی روک ٹوک کے تصرف کر سکے' مثلاً کسی نے شوروم سے کار خریدی اور بائع (seller) نے اس کی ملکیت اور ضروری دستاویزات (Documents) مشتری کے حوالے کر دیئے ہوں' جبکہ کار ابھی شوروم میں ہی کھڑی ہے' اب مشتری جس وقت چاہے کار وہاں سے لے جا سکتا ہے یا اسے کسی اور کو فروخت کر سکتا ہے یا ہبہ کر سکتا ہے' یہ حکمی قبضہ (Constructive possession) ہے۔

عین/ مال (Goods)

''مال'' سے مراد ہر وہ شئے ہے' جسے ضرورت کے لئے محفوظ کیا جائے' طبیعت اس کی طرف مائل ہو اور اس کا لینا دینا معتبر سمجھا جاتا ہو۔

مال غیر متقوم (Non.valuable Goods)

اس سے مراد وہ شئے ہے' جسے شریعت نے مال تسلیم نہ کیا ہو اگرچہ دوسرے مذاہب میں وہ مال سمجھا جاتا ہو' جیسے خنزیر کا گوشت یا شراب وغیرہ۔

مال مثمن (priced Goods)

وہ مال' جسے کسی ثمن کے عوض فروخت کیا گیا ہو' وہ ''مال مثمن'' ہے۔

مال محرز (protected Goods)

وہ مال جو کسی محفوظ جگہ پر یا کسی کی حفاظت اور نگرانی میں رکھا ہو' وہ ''مال محرز'' ہے۔ اس طرح کے مال کی چوری کی صورت میں چور پر حد سرقہ (چوری کی سزا) نافذ کی جاتی ہے۔

مال نامی (Capital)

اس سے مراد وہ مال ہے' جس میں بڑھوتری ہو رہی ہو، جیسے سونے چاندی یا ان کی بنی ہوئی اشیاء۔ اسی طرح مال تجارت بھی مال نامی ہے۔ واضح رہے کہ سونے اور چاندی پر ہر صورت میں زکوۃ واجب ہوتی ہے، چاہے وہ استعمال میں ہو یا نہ ہو۔ بعض لوگ زیر استعمال سونے اور چاندی کو ضروریات زندگی میں شمار کر کے ان کی زکوۃ نہیں نکالتے ہیں، جو کہ شرعاً درست نہیں ہے۔

جائیداد منقولہ (Moveable property)

''جائداد منقولہ،، سے مراد ایسے اموال ہیں،جنہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاسکے۔جائداد منقولہ میں مکیلات (ماپ کر فروخت کی جانے والی اشیاء)،موزونات (وزن کے ذریعے فروخت کی جانے والی اشیاء)،عددیات (گن کر یا شمار کرکے فروخت کی جانے والی اشیاء)اور مذروعات (گز یا میٹر کے حساب سے فروخت کی جانے والی اشیاء)شامل ہوتی ہیں۔مثلاً سونا،چاندی،گندم،کپڑا اور گھریلو ساز وسامان وغیرہ۔

جائداد غیر منقولہ (Immoveable property)

اس سے مراد وہ جائداد ہیں،جنہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کیا جاسکے۔مثلاً زمین،دکان اور مکانات وغیرہ۔

موزونی/وزنی (Things Estimated by measure of weight)

جن اشیاء کو وزن کرکے فروخت کیا جاتا ہے ،وہ ''موزونی،،اشیاء کہلاتی ہیں۔جیسے گندم،چاول اور مختلف اجناس وغیرہ۔

مکیلی/کیلی (Things Estimated by measure of Capacity)

جو اشیاء ماپ کر فروخت کی جاتی ہیں،وہ مکیلی اشیاء ہیں،جیسے دودھ وغیرہ۔پرانے زمانہ میں ان چیزوں کا ''صاع،،نامی آلے سے ماپ تول کیا جاتا تھا۔

شرائط بیع:

جواز بیع (Validity of sale contract) کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

فروخت کنندہ اور خریدار کے لئے شرائط:

۱......فروخت کنندہ اور خریدار دونوں کا عاقل وبالغ ہونا۔

۲......فروخت کنندہ اور خریدار دونوں مختلف ہوں یعنی ایک ہی شخص فروخت کنندہ اور خریدار نہیں ہوسکتا،جیسا کہ بعض کاروبار میں ہوتا ہے۔البتہ اگر کسی نابالغ یا یتیم کا ولی(Guardian)اس کی چیز کو خرید رہا ہو،تو اس صورت میں بحیثیت ولی وہ فروخت کنندہ اور بحیثیت خریدار وہ مشتری ہوسکتا ہے۔

۳......ان میں سے ہر ایک کا دوسرے کے کلام (ایجاب وقبول)کو بلاواسطہ (Direct)یا بالواسطہ (In.Direct)سننا۔

مبیع (Commodity/Subject Matter) کے متعلق شرائط:

۱......مبیع (Commodity) کا موجود ہونا۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث مبارک مروی ہے کہ:

نهانی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان ابیع مالیس عندی

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس سے منع فرمایا کہ جو چیز میرے پاس موجود نہیں ہے، میں اس کی فروخت کا کسی سے معاملہ کروں، (جامع ترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی کراهیة بیع مالیس عندک، رقم الحدیث: ۱۲۳۳)۔

بیع معدوم کے بارے میں ایک اور حدیث مبارک ذیل میں پیش کی جارہی ہے:

عن حکیم بن حزام، قال قلت یارسول الله صلی الله علیه وسلم یاتینی الرجل یسالنی من البیع مالیس عندی ابتاع له من السوق ثم ماابیعه، فقال لاتبع مالیس عندک

ترجمہ: ''حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک شخص آتا ہے۔ وہ مجھ سے کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے جو میرے پاس نہیں ہے لہذا میں سودا کرلیتا ہوں اور وہ چیز اسے بازار سے خرید کردے دیتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز تمہارے پاس موجود نہیں اسے فروخت نہ کرو، (سنن ترمذی، کتاب البیوع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی کراھیۃ بیع مالیس عندک، رقم الحدیث: ۱۲۳۲)،،۔

درمختار میں کتاب البیوع باب البیع الفاسد میں معدوم شئے کے بارے میں لکھا ہے:

لم یردالشرع بجوازہ وقدنهی، رسول الله عن بیع مالیس عنده

ترجمہ: ''بیع معدوم کے جواز پر شرع وارد نہیں ہے اور تحقیق رسول اللہ ﷺ نے اس چیز کی بیع سے منع کیا ہے، جو فروخت کنندہ کے پاس نہ ہو۔،،

مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فتاوی رضویہ میں درمختار شرح تنویرالابصار کے حوالے سے لکھا: **بطل بیع المعدوم** یعنی معدوم شئے کی بیع باطل ہے (فتاوی رضویہ طبع جدید، جلد: ۱۷، صفحہ نمبر: ۳۲۱ بحوالہ درمختار شرح تنویرالابصار، کتاب البیوع، باب البیوع الفاسدہ)۔

۲۔مال متقوم (Valuable Goods) ہونا۔

مال متقوم دو معنی میں مستعمل ہے،جن میں سے ایک یہ ہے کہ مال متقوم وہ مال یا شئے ہے،جس سے فائدہ حاصل کرنا شریعت میں جائز ہو،جیسے کمپیوٹر،گندم اورحلال جانوروں کا گوشت وغیرہ لہذا شراب اورخنزیر کا گوشت مال متقوم نہیں ہیں کیونکہ شریعت نے انہیں مال تسلیم نہیں کیا۔دوسرے معنی کے اعتبار سے اس سے مراد وہ مال ہے،جس کوحفاظت کے ساتھ رکھا جاسکے،چنانچہ دریا میں موجود مچھلیاں اس وقت مال متقوم ہونگی،جب انہیں شکار کرلیا جائے،(تلخیص ازمجلۃ الاحکام العدلیہ،مادہ نمبر:۱۲۷)۔

۳۔مملوک ہونا۔

مملوک ہونے سے مراد یہ ہے کہ مبیع(Subject Matter)فروخت کے وقت بائع(Seller) کی ملکیت میں ہو،اگرکوئی چیز مستقبل کی کسی تاریخ میں ملکیت میں آنا متوقع ہو،تواس کی بیع جائز نہیں ہے البتہ اس کی خرید یا فروخت کا وعدہ کیا جاسکتا ہے،جسے ''وعدۂ بیع،، کہتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے ایسی شئے کی خرید وفروخت سے منع فرمایا ہے،جوفروخت کنندہ کی ملکیت میں نہ ہو۔

۴۔مقدورالتسلیم / قابل حوالگی(possess able)ہونا:

مقدورالتسلیم کا مطلب یہ ہے کہ مبیع ایسی ہو،جسے مشتری(Buyer)کے حوالے کیا جاسکے۔لہذا کوئی بھی ایسی شئے جسے خریدار کے حوالہ کرنا ممکن نہ ہو،اسے فروخت کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ وہ شئے فروخت کنندہ کی ملکیت میں ہو۔مثلاً کسی شخص کا اپنی مملوکہ گمشدہ کار کسی کوفروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔کیونکہ مبیع کا فروخت کنندہ کی ملکیت میں ہونے کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ فروخت کنندہ کے اس طرح قبضے میں ہو کہ خریدار اس پر قبضہ بھی لے سکے۔چنانچہ حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ!

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ابتاع طعامافلايبعه حتى يستوفيه.

ترجمہ:''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،جوشخص غلہ (وغیرہ)خریدے،توجب تک اس کو اپنے قبضہ میں نہ لے لے اس وقت تک کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت نہ کرے،(مسلم شریف،کتاب البیوع،باب بطلان بیع المبیع قبل القبض،رقم الحدیث:۱۵۲۵)۔،،

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس حدیث میں اگرچہ خاص طور پر غلے کا ذکر ہے لیکن یہ حکم تمام اشیاء کے بارے میں ہے۔

حکما مقدور التسلیم کی شرعی حیثیت:

کوئی شئے اگر حقیقی طور پر مقدور التسلیم نہ ہو، بلکہ حکمی (Constructive) ہو، تو بھی بیع جائز ہے مثلاً کسی ایسے جانور کی خرید وفروخت، جو وقت بیع فروخت کنندہ کے پاس نہیں ہے بلکہ چرنے کے لئے کھیت وغیرہ میں موجود ہے اور غالب گمان ہے کہ عادت کے مطابق وہ شام کو واپس آ جائیگا تو فی الحال مقدور التسلیم نہ ہونے کے باوجود بھی ایسے جانور کی بیع جائز ہے کیونکہ حکما وہ مقدور التسلیم ہے۔ اسی طرح ایسے مال مغصوب کی بیع، جو غاصب کے پاس ہے لیکن مالک نے اس کے حصول کے لئے دعوی دائر کیا ہو، جس پر ایسے عادل گواہ موجود ہوں کہ قوی امید ہے کہ مال مالک کو مل جائیگا تو ایسی شئے کی خرید وفروخت بھی حکما مقدور التسلیم ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔ جیسا کہ فتاوی قاضی خان میں ہے:

باع المغصوب من غير الغاصب ان كان الغاصب جاحدايدعى اله له ولم يكن للمغصوب منه بينةلايجوزبيعه وان كاله بينةجازبيعه

ترجمہ: ''اصلی مالک نے غصب شدہ مال کی بیع غیر غاصب کے ہاتھ کردی (تو اس صورت میں) اگر مالک کے پاس غصب شدہ مال کے لئے گواہ نہیں ہے، تو بیع جائز نہیں اور اگر اس کے پاس گواہ ہو، تو بیع جائز ہے (فتاوی قاضی خان، کتاب البیوع، فصل فی البیع الباطل)۔''

یہی حکم اس پرندے کا بھی ہے، جسے مالک نے پرواز کے لئے فضا میں چھوڑ دیا ہو، لیکن اپنی عادت کے مطابق وہ پرندہ واپس آ جاتا ہے، تو اس کی بیع بھی جائز ہوگی۔

درمختار شرح تنویر الابصار میں ہے:

فسد بیع طیر فی الھواء لا یرجع وان یطیر ویرجع صح

ترجمہ: ''اس پرندے کی بیع، جو ہوا میں محو پرواز ہے اور اس کے واپس آنے کی امید نہیں ہے تو (اس کی بیع)، جائز نہیں ہے اگر وہ واپس آ جائیگا تو جائز ہے، (درمختار شرح تنویر الابصار، باب البیع الفاسد)۔''

ایجاب وقبول کے متعلق شرائط:

۱۔ ایجاب وقبول میں موافقت (similarities) ہونا۔

یعنی جس چیز کا ایجاب ہے اسی کو قبول کرنا یا جس چیز کے ساتھ ایجاب کیا ہو اسی کے ساتھ قبول

ہو۔مثلاً فروخت کنندہ نے آٹا فروخت کرنے کا ایجاب کیا اور مشتری نے کہا کہ میں نے تم سے گندم خریدی، تو یہ بیع جائز نہیں کیونکہ ایجاب وقبول میں موافقت نہیں ہے۔اسی طرح ایجاب وقبول کی تاریخ میں بھی موافقت اور ترتیب ضروری ہے یعنی دونوں ایک ہی تاریخ میں واقع ہوں اور ایجاب پہلے اور قبول بعد میں ہو۔

۲۔ایجاب وقبول کا ایک ہی مجلس میں ہونا۔

ایجاب وقبول کی عام طور پر چار صورتیں ہیں:

۱۔قولی (verbally) ۲۔فعلی (By Indication)

۳۔تحریری (In written) ۳۔ضمنی (By Default)

قولی ایجاب وقبول کی صورت میں ضروری ہے کہ دونوں ایک ہی مجلس میں ہوں، اگر ایجاب ایک مجلس میں کیا جائے اور قبول دوسری مجلس میں، تو شرعاً یہ درست نہیں ہے۔مجلس میں قبول کرنے کا اختیار اختتام مجلس تک ہوتا ہے جبکہ مجلس کے برخواست ہوجانے کے بعد یہ اختیار ختم ہوجاتا ہے۔اس کی تفصیل آگے خیار قبول/مجلس کے تحت آئیگی، (ان شاء اللہ تعالی)۔

اگر ایجاب وقبول تحریری ہو، تو ضروری ہے کہ جس مجلس میں ایجاب کا پیغام ملا فوری طور پر اسی مجلس میں قبول کیا جائے وگرنہ بیع منعقد نہیں ہوگی۔یہی حکم موجودہ زمانے میں فیکس، ای میل اور اس طرح کے دوسرے ذرائع کو استعمال کرنے میں ہے۔تحریری ایجاب وقبول میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ مبیع وثمن (Subject matter and price) کے بارے میں تمام چیزوں کو واضح طور پر لکھ کر اور بیان کرکے ہر قسم کے ابہام (Ambiguity) کو دور کردیا جائے وگرنہ مستقبل میں فریقین کے درمیان تنازع (dispute) پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

بیع تعاطی میں ایجاب وقبول فعلی ہوتا ہے۔ایجاب وقبول ضمنی سے مراد یہ ہے کہ معاملہ بیع میں واضح طور پر ایجاب وقبول نہ ہو رہا ہو، بلکہ کسی اور معاملے کے ساتھ ضمناً یہ بھی منعقد ہوجائے، جیسے کسی نے دوسرے شخص کو یہ کہا کہ تم اپنی فلاں چیز میری طرف سے صدقہ کردو، اب اگر دوسرے شخص نے اپنی شئ کو اس کے کہنے پر صدقہ کردیا تو کہنے والے پر اس شئ کی قیمت لازم ہوجائے گی کیونکہ اس کی جانب سے صدقہ تب ہی ممکن ہے، جب وہ شئ اس کی ملکیت میں آئے لہذا ضمنی طور پر ایجاب وقبول

کے ساتھ یہاں پر بیع کا معاہدہ بھی ہوجائیگا۔

۳۔ایجاب وقبول کے الفاظ۔

دونوں کے الفاظ ماضی کے ہوں یعنی ایک کہے کہ میں نے بیچا اور دوسرا کہے کہ میں نے خریدا یا دونوں حال کے ہوں یعنی میں فروخت کرتا ہوں اور دوسرا کہے کہ میں خریدتا ہوں یا ایک ماضی اور ایک حال ہو یعنی میں نے فروخت کیا اور دوسرا کہے کہ میں خریدتا ہوں۔ مستقبل کے صیغے کے ساتھ بیع منعقد نہیں ہوتی، چاہے بائع ومشتری میں سے دونوں کا قول مستقبل کا ہو یا ایک کا ہو، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ بائع یا مشتری میں سے کسی نے امر کا جملہ استعمال کیا اور دوسرے نے ماضی کے لفظ کے ساتھ قبول کرلیا ہو، تو بھی بیع ہوجائیگی۔ ایجاب وقبول میں ان الفاظ کو بھی استعمال کیا جاسکتا ہے ، جو بیع کے معنی میں مستعمل ہوں یا عرف میں اس سے مراد بیع ہی لی جاتی ہو مثلاً مالک بنانا اور قیمت ادا کرنا وغیرہ۔

اسلامی بنکوں میں ایجاب وقبول:

مروجہ اسلامی بنکاری نظام میں مرابحہ ،اجارہ اور دیگر عقود (Contracts) میں تحریری ایجاب وقبول کو ہی زیادہ استعمال کیا جارہا ہے اور اس میں بذریعہ فیکس، ای میل اور عام میل کے ذریعہ تحریری ایجاب یا قبول ارسال کئے جاتے ہیں۔ تحریری ایجاب وقبول میں عام طور پر یہ غلطی مشاہدے میں آئی ہے کہ ایجاب وقبول کی تاریخ میں موافقت نہیں ہوتی اور کبھی ترتیب کو بھی نظر انداز کردیا جاتا ہے یعنی ایجاب کے آئے بغیر قبول کرلیا جاتا ہے۔ اس طرح معاملہ بیع باطل ہوجاتا ہے کیونکہ ایجاب وقبول ارکان بیع میں سے ہیں۔ لہذا اسلامی بنکار کے لئے ایجاب وقبول کی اس اہم شرط کو مدنظر رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ اگر قبول پہلے کرلیا جائے یا تاریخ آگے پیچھے ہوجائے اور معلوم ہوجانے پر صرف کاغذات (Documents) میں تبدیلی کردی جائے تو معاملہ درست نہیں ہوجاتا جیسا کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ بلکہ نئے سرے سے معاملہ کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اس میں بھی یہ شرط ہے کہ مبیع استعمال نہ ہوئی ہو۔

ثمن کے متعلق شرائط:

ا۔ثمن کا اس طرح معلوم ہونا کہ بعد میں خریدار وفروخت کنندہ کے درمیان کوئی نزاع (Dispute)

واقع نہ ہو۔

۲۔ثمن کی جنس کا معلوم ہونا یعنی وہ روپے میں ہے یاڈالر میں۔

۳۔نوع کا معلوم ہونا مثلاوہ امریکن ڈالر ہے یاآسٹریلین ڈالر

۴۔ثمن کے وصف (Characteristics/Qualities) کا معلوم ہونا یعنی وہ کھرا ہے یا کھوٹا۔

۵۔اگرثمن مؤجل (Deferred) ہوتوادائیگی کے وقت (payment time) کاواضح طور پر معلوم ہونا بھی ضروری ہے۔ثمن مؤجل کی صورت میں یہ بھی شرط ہے کہ اگرخریدار نے وقت مقررہ پرثمن کی ادائیگی نہ کی تواس کی وجہ سے قیمت میں اضافہ نہیں کیاجاسکتا ہے۔کیونکہ میں وہ اضافہ سود ہوگا،جوکہ حرام ہے۔

....

عیسائیت،حقائق وواقعات

رضی الدین سید

اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی